AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

تاج محمد تاجل کی براہوئی صوفیانہ شاعری کا جائزہ

"AN ANALYSIS OF TAJ MUHAMMAD TAJAL'S BRAHUI SUFI POETRY"

Dr. Hafeezullah Sarparra
Lecturer, Department of Pakistani Language, NUML, Islamabad.
Email: hafeez.sarparra@numl.edu.pk
Dr. Muhammad Farooq Anjum
Assistant Professor, Department of Pakistani Language, NUML, Islamabad.
Email: mfarooq@numl.edu.pk
Muhammad Younus Sherpao
Senior Instructor, Department of Pakistani Language, NUML, Islamabad.
Email: muhammad.younas@numl.edu.pk

Abstract

Taj Muhammad Tajal, a distinguished Sufi poet of Brahui, holds a unique place in Brahui Sufi poetry. He is also honored as a "poet of seven languages," having composed poetry not only in Brahui but also in Balochi, Saraiki, Sindhi, Urdu, Persian, and Arabic. His poetry reflects the fundamental philosophies of Sufism—Wahdat al-Wujud (Unity of Being), Wahdat al-Shuhud (Unity of Witnessing), divine love, and humanism. His verses carry a profound spiritual resonance that liberates the reader from the constraints of the material world and guides them toward the pursuit of absolute truth. Taj Muhammad Tajal's Brahui poetry is not mere linguistic ornamentation but a journey from self-awareness to divine realization. His verses are imbued with Sufi symbolism, the fervent emotions of love, and the mysteries of unity. Through his poetry, he urges individuals to transcend prejudices and materialistic attachments in their quest for truth.

This paper explores the core themes of Sufism in Taj Muhammad Tajal's Brahui poetry, highlighting the philosophical dimensions of Wahdat al-Wujud and Wahdat al-Shuhud embedded in his work. Furthermore, it examines the various aspects of divine love in his poetry, demonstrating that humanism and fraternity constitute the central tenets of his literary vision. This study contributes to a deeper understanding of the tradition, temperament, and lineage of Brahui Sufi poetry. It also analyzes how Taj Muhammad Tajal's poetry remains a profound intellectual and spiritual asset in contemporary times, firmly rooted in the philosophy of humanism.

Key words. *Brahui. Sufi, Tajal, divine love, Sufiism, poetry.*

تاج محمد 'تاجل' مقامی روایات کے مطابق محمد صادق کے ہاں 1833ء میں بھاگ، ضلع کچھی میں پیدا ہوئے[1]۔ وہ براہوئیوں کے معروف قبیلہ بنگلزئی کی شاخ بدوزئی سے تعلق رکھتے تھے۔ دیگر براہوئی قبائل کی طرح ان کا خاندان بھی گرمیوں میں مستونگ اور سردیوں میں کچھی جا کر زندگی بسر کرتے۔ والد نے ان کا نام اپنے والد مرحوم 'تاج محمد' کے نام پر رکھا۔ براہوئی میں محبت کے اظہار کے لیے کسی نام کے ساتھ لاحقہ 'ل' کا اضافہ کر دیا جاتا ہے یوں تاج محمد کا نام بھی پیار سے تاجل پڑ گیا اور زندگی بھر اسی نام سے مشہور ہوئے۔ ابتدائی دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بچپن والد کے ساتھ کھیتی باڑی اور مال مویشی چرانے میں گزاری۔ ان کی طبیعت عاجزی، انکساری اور مہمان نوازی سے بھرپور تھی۔ ان کا دھیان ہمیشہ اللہ کی قدرت پر رہتا جہاں بیٹھتے غور و فکر میں محو ہو جاتے۔ کبھی کوئی آپ سے اس فکر میں ڈوبے رہنے کی وجہ پوچھتا تو صرف اتنا کہنے پر

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

اکتفاء کرتے کہ 'اللہ جانیہ'یعنی اللہ جانے[2]۔ تاجل جب جوانی کی دہلیز پر پہنچے تو ان کی سوچ میں ایک نیا انقلاب آیا۔ دنیاداری کے معاملات و ذمہ داریوں سے بے نیاز ہو کر درویشانہ زندگی اختیار کی اور شاہ بھٹائی کی طرح جنگلوں اور ویران رستوں پر سفر شروع کر دیا۔ دس سال تک مختلف درویشوں، صوفیوں اور فقیر و بزرگوں کے ساتھ گزارے۔ انہوں نے بلوچستان، سندھ، پنجاب اور ہندوستان کے کئی شہروں میں اولیاء اللہ، صوفی بزرگان اور شاعروں کی درگاہوں پر حاضری دی۔ اسی صوفیانہ سفر کے دوران شاعری اور موسیقی میں مہارت حاصل کی۔ وہ اپنا یکتارہ لے کر درگاہوں اور خانقاہوں پر صوفیانہ شاعری گانے لگے[3]۔ تاجل بلوچستان کے پہلے ہفت زبان شاعر ہیں جنھوں نے براہوئی کے علاوہ بلوچی، سندھی، سرائیکی، اُردو، فارسی میں بھی شاعری کی ہے جبکہ ان کے کچھ مصرعے عربی میں بھی ہیں(4)۔ تاجل آخری ایام میں بینائی سے معذور ہوئے اور اپنی زندگی کے آخری ایام اپنے نواسے محمد ابراہیم عرف گیلا فقیر کے ہاں امانو شہر میں گزارے۔ جسے تاجل کی نسبت سے 'شاعرناشار'یعنی شاعر کا شہر کہا جاتا ہے[5] تاجل 113 سال کی عمر میں 1944-45 میں وفات پاگئے۔ اور وہی مدفون ہے[6]۔

تاج محمد "تاجل" کی براہوئی صوفیانہ شاعری

تاجل فقیر اپنے عہد کے عظیم براہوئی شاعر تھے اور اپنی صوفیانہ شاعری کی بدولت براہوئی میں ایک منفرد مقام اور لافانی شاعر کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ تاجل کی صوفیانہ شاعری براہوئی زبان وادب کا بیش بہا خزانہ ہے۔ جس میں روحانی ترقی، خدا سے عشق، دلی صفائی، سچے جذبات، انسانی ہمدردی، مظلوموں کی طرفداری، زمانے کی ناترسی کا درس ملتا ہے۔ تاجل اللہ کے رسول ﷺ کا سب سے بڑا عاشق اور تھا۔ ان کی شاعری میں نبی پاک ﷺ کا ذکر مبارک بطور خاص موجود ہے۔ انسانیت سے محبت ان کی شاعری کی بنیاد ہے۔ ان کی شاعری میں محبت کا درس ملتا ہے۔

تاجل کا صوفیانہ کلام عشق کی آزاد فطرت اور مذہبی جبر کے درمیان کشمکش کو نمایاں کرتا ہے۔ عشق و عقل کے تقابل میں وہ عشق کو روحانی بلندی اور نجات کی علامت جبکہ عقل کو دنیاوی قیود اور رسمی مذہبیت کی نمائندگی کے طور پر پیش کرتا ہے۔ تاجل عشق کو ایک غیر روایتی قوت کے طور پر پیش کرتا ہے جو دنیوی اصولوں سے ماورا ہے۔ ان کا کلام "عشق بھنگ کنے یا شراب ئے" ایک استعاراتی اظہار ہے جو عشق کی آزادروی اور غیر روایتی طبیعت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کے برعکس، عقلی دلائل سے مراد وہ رسمی مذہبی سوچ ہے جو ہر چیز کو روایتی اصولوں کے تحت پرکھتی ہے۔ اسی طرح وہ عشق کو محض ایک جذباتی کیفیت کے بجائے ایک روحانی راستہ سمجھتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ عشق کا گناہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ "دین و ثواب" ہے یعنی نجات اور قربِ الٰہی کا ذریعہ۔ یہ صوفیانہ نظریہ حضرت رومی، منصور حلاج اور بایزید بسطامی جیسے صوفیا کی تعلیمات سے ہم آہنگ ہے، جہاں رسمی عبادات سے زیادہ عشقِ حقیقی کی اہمیت پر زور دیا جاتا ہے۔ جو عشق کو مذہبی احکامات سے بالاتر دکھاتا ہے۔ تاجل صوفیانہ فلسفے کی اس روایت کو آگے بڑھاتا ہے جس میں عشق کو ایک آزاد قوت تصور کیا جاتا ہے جو کسی شرعی جبر کی پرواہ نہیں کرتا۔ مطلب عشق کا حساب کتاب کسی انسانی عدالت یا مذہبی رہنماؤں کے پاس نہیں بلکہ براہ راست رب کے حضور ہو گا۔ یہ صوفیانہ شاعری میں عام رجحان ہے جہاں رسمی مذہبی شخصیات کی ظاہری دینداری اور سخت گیری کو چیلنج کیا جاتا ہے۔

تاجل کا کلام عشق کی بے خودی اور مذہبی سخت گیری اور روایتی مذہبی جکڑ بندیوں کے خلاف ایک صوفیانہ احتجاج ہے۔ وہ عشق کو ایک روحانی سفر کے طور پر دیکھتا ہے جو رسمی عبادات کا محتاج نہیں، بلکہ ایک اندرونی کیفیت ہے جو انسان کو خدا سے جوڑتی ہے۔ یہ صوفیانہ فکر فارسی اور اردو شاعری کی روایات سے جڑا ہوا ہے یہی رجحان مولانا رومی، بلھے شاہ، سچل سرمست اور وارث شاہ جیسے صوفی شعراء کے ہاں بھی ملتا ہے۔ بلھے شاہ کی شاعری میں ملا اور قاضی کو رسمی دینداری کے نمائندے کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جنہیں عشق کے راستے کی رکاوٹ سمجھا جاتا ہے۔ یہاں تاجل کا نظریہ بھی وہی ہے جو بلھے شاہ اور سچل سرمست نے پیش کیا کہ عشق کوئی رسمی عقیدہ نہیں بلکہ ایک داخلی کیفیت اور الٰہی حقیقت ہے، جسے عقل اور ظاہری دینداری سے نہیں سمجھا جاسکتا۔ وہ کہتا ہے کہ

عشق بھنگ کنے یا شراب ئے
اودے بے عقل پائنک خراب اے
انتس اوناڈوھ و گناہ تون

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

عشق تو دین وثواب اے
عشق بھنگ کنے یاشراب ئے

عشق ئے دِنّا غرض اے
او تیّپک سنت و فرض ئے
معافی کے رب قرض ئے
قاضی مُلّائے جواب اے
عشق بھنگ کنے یاشراب ئے(7)

ترجمہ۔ عشق بھنگ پیے یاشراب، بے عقل اسے خراب کہتاہے۔ عشق کا الزام و گناہ سے کیالینا دینا، عشق تو دین و ثواب ہے۔ عشق کو کسی سے کیا غرض، وہ سنت و فرض سے بے نیاز ہے۔ رب اس قرض کو معاف کرے، قاضی و ملاؤں کو جواب ہے۔

تاجل کے صوفیانہ اشعار گہری فکری اور روحانی معنویت کے حامل ہیں۔ تاجل عشق حقیقی میں خود کو کم تر کہتاہے کیونکہ صوفی روایات میں عشق حقیقی کا طالب اپنی ذات کی نفی کر کے خدا کی قربت کا خواہاں ہوتا ہے۔ یہ صوفی کی انکساری، فنافی اللہ اور عاجزی کی علامت ہے جو صوفیانہ طرز فکر کی بنیاد اور قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ تاجل انتہائی سادہ مگر پُر اثر الفاظ میں گہرا فلسفہ بیان کرتا ہے۔ ان کے بعض اشعار تصوف کی جمالیات اور سادگی کی عکاسی کرتے ہیں۔ تاجل کی شاعری میں ملاؤں اور رسمی مذہبیت پر سخت تنقید ملتی ہے، جو بلھے شاہ، سچل سرمست، اور سلطان باہو کے نظریات سے ہم آہنگ ہے۔

مُلا پائک برتر مریو!
عاشق پائک کم تر مریو!(8)

ترجمہ۔ ملا کہتاہے کہ میں برتر بنوں۔ عاشق کہتاہے کہ میں کم تر بنوں۔

صوفیانہ شاعری عشقِ حقیقی، خدا کی یاد، دنیاوی بے نیازی، اور بندگی کے احساس پر مبنی ہوتا ہے۔ تاجل ایک عاجز اور گناہگار بندے کی حیثیت سے خدا سے مخاطب ہوتاہے اور اپنی خطاؤں کی معافی طلب کرتا ہے۔ تاجل کے کلام میں صوفیانہ طرزِ فکر کی جھلک نمایاں ہے، جہاں دنیا کی حقیقتوں کو پسِ پشت ڈال کر خدا کی یاد اور عشق کو اصل مقصدِ حیات قرار دیا گیاہے۔

تاجل کا کلام ایک مکمل صوفیانہ طرزِ فکر کی عکاس ہے، جہاں خدا کی محبت کو سب سے بڑا عشق قرار دیا گیاہے، دنیا کو عارضی مان کر اس سے بے نیازی کی تلقین کی گئی ہے، اور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کو نیکی و بدی کا معیار مانا گیاہے۔ تاجل جگہ جگہ اپنی عاجزی اور گناہگاری کا اعتراف کرتے ہوئے خدا سے مغفرت کی دعا کرتا ہے، جو صوفیانہ شاعری کی ایک بڑی خصوصیت ہے۔ تاجل عشق کو محض جذباتی کیفیت کے بجائے روحانی ترقی کا ذریعہ سمجھتے ہیں، جو رسمی دینداری کے اصولوں سے بالاتر ہے۔ یہی رجحان حضرت وارث شاہ، بابا فرید، اور مولانا رومی کے ہاں بھی پایا جاتا ہے۔ تاجل کے ذیل میں دیے گئے کلام میں عشق کو نجات اور خدا کی قربت کا ذریعہ قرار دیا گیاہے، جو رومی کے "مثنوی معنوی" میں بیان کردہ عشقِ حقیقی کے تصور سے مطابقت رکھتاہے۔ تاجل کہتاہے کہ

عشق خدانا جوان اے
خوف ئے تخ نی اونا
خر ہمینگ اے مون نا

رب کرنی یاد ہر دم
کل گڑاغان نی بے غم

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

است مروئے نادل جم
ہر نعمت گنج اے اونا
آخر ہمینگ اے مون نا

من فرمان ئے محمد نا
والی اے نیک وبد نا
اول آخر مون پدنا
ہر نعمت گنج اے اونا
آخر ہمینگ اے مون نا(9)

ترجمہ۔ خدا کا عشق سب سے اعلیٰ ہے۔ دل میں اُس کا خوف رکھو۔ آخر لوٹ کر اُسی کے پاس جانا ہے۔ ہر شے سے بے فکر ہو کر رب کو یاد کرو تو تمہارا دل مطمئن رہے گا۔ اُس کی نعمتیں بے شمار ہیں۔ آخر لوٹ کر اُسی کے پاس جانا ہے۔ محمدؐ کے فرمان مانو۔ وہ نیکی وبدی، اول و آخر سب کا والی ہے۔ رب کی نعمتیں بے شمار ہیں۔ آخر لوٹ کر اُسی کے پاس جانا ہے۔

تاجل کی شاعری میں خدا کی ذات، نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات، مذہبی ملاؤں پر تنقید، اور انسان کی گناہگاری کے اعتراف ملتا ہے۔ تاجل اپنے صوفیانہ طرزِ فکر کے ذریعے رسمی مذہبی جکڑ بندیوں سے نکل کر خدا کی سچی محبت اور بندگی کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ اُن کا کلام صوفیانہ رنگ میں رنگا ہوا ہے، جہاں عشقِ الٰہی، نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات، مذہبی اجارہ داری کی مخالفت، اور انسان کی ناتوانی کا اظہار ملتا ہے۔ وہ مذہبی شدت پسندی کو رد کرتے ہوئے اصل راستہ محبت، عاجزی اور خدا کی سچی یاد کو قرار دیتا ہے۔ تاجل جا بجا اپنی کمزوریوں اور گناہوں کا اعتراف کر کے اللہ سے معافی کی دعا کرتا ہے، جو صوفیانہ طرزِ فکر کا بنیادی اصول ہے۔

تاجل کا کلام رسمی دینداری اور مذہبی منافقت کے بجائے سچے عشقِ الٰہی اور معرفت کی دعوت دیتا ہے۔ وہ نبی اکرم ﷺ کے فرامین کو اصل دین کا ذریعہ سمجھتا ہے، ملاؤں کی سطحی سوچ پر تنقید کرتا ہے، اور خود کو ایک عاجز و گناہگار بندہ قرار دے کر اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہے۔ یہ تمام عناصر ان کے کلام کو مضبوط صوفیانہ اظہار بناتے ہیں۔ تاجل کہتا ہے کہ

نئے آسرو خدانا — محمد مصطفیٰؐ نا
فرمانِ کبو اونا — والی ہر دو جہاں نا
نئے آسرو خدانا

ملا تاکسر پین اے — توڑے ملامت کے نے
گنہگار کیک اوتینے — شامل اے او شیطان نا
نئے آسرو خدانا

کس یار تون کہ پک اے — دربار اٹ اونا حق اے
تحقیق کہ او بے شک اے — خواجہ اے اونشان نا
نئے آسرو خدانا

تاجو گنہگار بھاز اے — بے روچہ بے نماز اے
مولا بشخ گنہگار اے — دامن مسیت قران نا

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

ننے آسر و خدانا[10]

ترجمہ۔ ہمیں آسرا ہ خدا کا، محمد مصطفیٰ کا، فرمان اس کا مانو، والی ہے دو جہاں کا، ملاؤں کا راستہ اور ہے، بھلے وہ تمہیں ملامت کرے، اس طرح وہ خود کو گنہگار کرتے ہیں، ان کے اِس کردار میں شیطان شامل ہے، کوئی اگر اپنے یار کے ساتھ وفادار ہے، اس کے دربار میں سچا ہے، بے شک تحقیق سے ثابت ہے کہ وہ تمام مظاہر کا مالک ہے، تاجل کے گناہ بہت ہیں، وہ روزہ و نماز سے عاری ہے مولا اس گنہگار کو بخش دے، اُسے قرآن و مسجد کا واسطہ ہے۔

تاجل اپنے کلام میں ایک سالک (راہِ حق کے مسافر) کی داخلی کیفیت، روحانی جستجو، اور عشق کے راستے میں پیش آنے والے مصائب و تجربات کا بیان بھی کرتا ہے۔ وہ عشق کو ایک آزمائش بھرا سفر قرار دیتا ہے اور عشق کا یہ سفر کسی مادی یا محدود مقصد کے لیے نہیں ہوتا، منزل کا تصور دنیاوی زندگی میں اہم ہو سکتا ہے مگر صوفی کے لیے یہ ایک مسلسل سفر ہے جہاں محبت ہی اصل حقیقت اور صبر، قربانی، قناعت اور دنیاوی غموں سے بے نیازی کامیابی کی کنجی ہے۔

اُن کا کلام عشقِ حقیقی، خدا کی تلاش، صبر، دنیاوی فکروں سے نجات، اور روحانی تکمیل کی نمائندگی کرتا ہے۔ تاجل عشق کے سفر کو قربانی، مشقت، اور دنیاوی خوشیوں سے بے نیاز ہونے کی علامت کے طور پر پیش کرتا ہے۔ تاجل کی صوفیانہ شاعری گہری روحانی بصیرت رکھتی ہے۔ وہ خوبصورت علامتوں کے ذریعے عشقِ حقیقی کی سختیوں اور اس کے انعامات کو بھی پیش کرتا ہے۔ فقر، صبر، اور دنیاوی خواہشات سے نجات جیسے عناصر اس کے کلام کو ایک منفرد صوفیانہ رنگ دیتے ہیں۔

در در گولاٹ نے پٹاٹ
شٹرط اٹ سونڑانے کٹاٹ
ہر حال آای صبر کریٹ
باخو بید دُوت ئے چٹّاٹ
تُوسُٹ تمّاٹ حال کار آن
کُوڑی ناغمتے آن چُٹاٹ
ہوش کنے اف منزل نا
عشق ناای پندئے سٹاٹ
تاجو مہر ئنا دادھیر و آن
بشخ ئے تینا ای لُٹاٹ[11]

ترجمہ۔ تمہاری تلاش میں میں در در بھٹکا، شرط میں جاناں تمہیں پایا، ہر حال پہ میں نے صبر کیا، بن کچھ کھائے صبر کیا، میں بد حال ہو کر بیٹھ گیا، دنیا کے غموں سے میں فارغ ہوا، مجھے منزل کا ہوش نہیں، میں نے عشق کا سفر چل کے طے کیا ہے، تاجل محبت کے اس ڈھیر سے، میں نے اپنا حصہ پالیا ہے۔

تاجل نے وحدت الوجود، مرشد کی عقیدت، اور حق و حقیقت کے گہرے تصورات پر شاعری کہی ہے۔ وہ صوفی روایت کے مطابق مرشد کو حق تک پہنچنے کا ذریعہ قرار دیتا ہے اور مختلف استعاروں کے ذریعے روحانی حقیقتوں کو بیان کرتا ہے۔ تاجل کے کلام میں صوفیانہ عقیدت، وحدت الوجود، اور پردۂ حقیقت کے تصورات ملتے ہے۔ وہ مرشد کو ہدایت اور معرفت کا ذریعہ قرار دیتا ہے اور مرشد کی عقیدت اور معرفتِ حق کے پردوں کے فلسفے کو شاعرانہ انداز میں بیان کرتا ہے تاجل کے کلام میں گہرے روحانی خیالات عیاں ہیں اور وحدت الوجود کا اثر نمایاں ہے، جہاں مرشد کو حق، حقیقت اور منزل کا راستہ کہا گیا ہے۔ اُن کا کلام صوفیانہ روایات کی بھرپور عکاسی کرتا ہے اور معرفت و بصیرت کی جستجو کو اجاگر کرتا ہے جبکہ عام انسان کی محدود فہم اور دنیاوی پردوں میں الجھنے کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ تاجل کے ذیل اشعار میں وحدت الوجود کا وہی تصور موجود ہے جسے حضرت منصور حلاج نے "اناالحق" کے ذریعے بیان کیا، اور جسے رومی اور سچل سرمست نے اپنی شاعری میں تفصیل سے واضح کیا۔ تاجل کہتا ہے کہ

مُرشدنی اُس جعفر ہم نی اُس

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

مُرشدنی تو، اثر ہم نی اُس
نی اُس حق حقیقت نی اُس
حق ناسدھو کسر ہم نی اُس
بے بخت خنپک پڑدہ ناا یپار
پڑدہ نی تو ستر ہم نی اُس
تاجل گھوری نے کن خواجہ
حال آن اونا خبر ہم نی اُس(12)

ترجمہ۔ مرشد تم ہو جعفر بھی تم، اثر بھی تمہارا ہے۔ تم ہو حق، حقیقت بھی تم، حق کا سیدھا رستہ بھی تم، بد بخت پردے کے اس پار دیکھ نہیں پاتا، پردہ تم ہو تو ستر بھی تم، تاجل تم پر قربان مالک، حال سے اس کے باخبر بھی تم ہو۔

تاجل کا صوفیانہ کلام فنا، ناپائیداری، اور دنیاوی فریب کے گہرے فلسفے کو بیان کرتا ہے۔ تاجل دنیا کو دھوکہ اور فریب کا گھر کہتا ہے۔ دنیاوی تعلقات، آسودگی، اور خواہشات کو عارضی اور ناپائیدار قرار دیتا ہے کیونکہ یہ انسان کو اس کے اصل مقصد یعنی معرفتِ الٰہی سے دور رکھتے ہیں۔ جبکہ صرف "رب کی زاری" (خدا کی یاد، دعا، اور عبادت) کو ابدی اور حقیقی قرار دیتا ہے۔

تاجل کا کلام دنیا کی بے ثباتی، انسانی تعلقات کی غیر مستقل مزاجی، اور مادی آسائشوں کے دھوکے کو نمایاں کرتا ہے۔ تاجل انسان کو دنیا کے فریب میں الجھنے کے بجائے اللہ کی یاد میں زندگی گزارنے کا پیغام دیتا ہے، کیونکہ یہی واحد دائمی اور ناقابل زوال حقیقت ہے۔ تاجل کا کلام فنا اور بقا کے درمیان فرق کو واضح کرتا ہے۔ وہ دوسروں پر بھروسہ کرنے یا دنیاوی سہولتوں کے پیچھے دوڑنے کی بجائے خود انحصاری، سادگی اور قناعت پر زور دیتا ہے۔ دنیا کی حقیقت کو سمجھ کر اللہ کی محبت اور عبادت میں سکون تلاش کرنے کا درس دیتا ہے۔ تاجل فقیر کی شاعری میں دنیا کی بے ثباتی اور زہد و فقر کی وہ تعلیمات بھی نمایاں ہیں، جو صوفی شعراء جیسے میاں محمد بخش، بابا فرید، اور شاہ لطیف بھٹائی کے ہاں کثرت سے ملتی ہیں۔ تاجل کہتا ہے کہ

نئے یار نا یاری پائیدار اے
بس رب نا زاری پائیدار اے
کُوڑی کوڑ ئس اے کُوڑاتا
نئے عشق ناساری پائیدار اے
بس رب نا زاری پائیدار اے
آسودہی نا دیک منٹ
سختی سوری پائیدار اے
بس رب نا زاری پائیدار اے
پین نا اُلاخ ناشوق کپہ
جِند نا سواری پائیدار اے
بس رب نا زاری پائیدار اے(13)

ترجمہ۔ یار کی یاری پائیدار نہیں، بس رب کی زاری پائیدار ہے، دنیا تو جھوٹ کا ڈھیر ہے، نہ ہی عشق کی سوجھ بوجھ پائیدار ہے، آسودگی کے دن ہیں چند، سختی و تکالیف پائیدار

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

ہے، کسی کے سواری کا شوق مت رکھ، اپنی سواری پائیدار ہے۔

کلام تاجل عشقِ حقیقی، استقامت، اور باطنی بصیرت کے تصورات پر مبنی ہے۔ وہ سچے عاشق کو ظاہری مشکلات سے بے نیاز اور عشق کے راستے میں آنے والی مشکلات کو غیر اہم قرار دیتا ہے اور پیغام دیتا ہے کہ جو لوگ وقت کی قدر کرتے ہیں اور صبر و محنت کے ساتھ اپنے راستے پر چلتے ہیں، وہ بالآخر اپنی منزل پا لیتے ہیں۔ تاجل کا کلام صوفیانہ روایت کے بنیادی اصولوں کی ترجمانی کرتا ہے۔

سچا عاشق خل تے ہُرپک
تینا سُر اٹ او تینٹ روان اے
وخت نا او اگ ئے سخت تورو کا
منزلِ تینا مونا ختانے
تاجل دھن تو ختنے آن زہیر اے
مولا اُست نا ختنے ملانے (14)

ترجمہ۔ سچا عاشق مشکلات سے نہیں گھبراتا، وہ بس اپنے سُر میں جارہا ہوتا ہے، وقت کا لگام سختی سے تھامنے والے، منزل اپنے سامنے پاتے ہیں، یوں تو تاجل آنکھوں سے معذور ہے، مگر مولا نے دل کی آنکھیں کھول دی ہیں۔

تاجل عشق کو حقیقتِ مطلق اور معرفتِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔ اس کی شاعری میں اللہ کی صفاتِ مالکیت اور ربوبیت کا ذکر ملتا ہے۔ جو تصوف کے اس عقیدے کو بیان کرتا ہے کہ ہر چیز کا مالک اللہ ہی ہے اور عشق بھی اسی کا عطا کردہ جذبہ ہے۔ صوفی تعلیمات میں عشق ایک راز ہے جس کی حقیقت صرف وہی جان سکتا ہے جو اس راہ میں اپنی ذات کی نفی کر دے۔ عشق کا راستہ مشکلات و صعوبتوں سے بھرا ہے قدم قدم پر آزمائشیں ہوتیں ہیں۔ جو سچا عاشق ہوتا ہے اسے دنیاوی تکالیف و مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ ٹھوکریں محض جسمانی نہیں بلکہ روحانی اور نفسیاتی سطح پر بھی ہوتی ہیں۔ تصوف میں یہ تصور موجود ہے۔ جو اللہ کے عشق میں ڈوب جاتا ہے، اسے دنیاوی مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے، لیکن یہی مشکلات انسان کو معرفت کی منزل تک لے جاتی ہیں۔ عشقِ حقیقی کے راز تک صرف وہی پہنچ سکتے ہیں جو اپنی خواہشات، نفس، اور دنیاوی علائق کو چھوڑ کر خود کو اللہ کی محبت میں فنا کر دیتے ہیں۔ تاجل کہتا ہے کہ

عشق حقیقت دلبرنا
مولا مالک اخسرنا
عشق نا رازے چائنگ کن
ٹھوکر لگا دردرنا (15)

ترجمہ۔ عشق حقیقت دلبر کا، مولا مالک ہے سب کا، عشق کا راز جاننے کے لیے در در کی ٹھوکریں کھائی ہے۔

تاجل عشق کے مشکلات کا ذکر ایک اور جگہ بھی کرتا ہے جو عشق حقیقی، فراق اور خود فراموشی پر مبنی ہے۔ اُس کی یہ کیفیت کہ وحدت الوجود (Unity of Being) اور فنا فی اللہ (God-intoxication) کی نمائندگی کرتی ہے، جہاں سالک (راہِ سلوک کا مسافر) اپنے وجود سے بے خبر ہو کر صرف اپنے محبوب کے قرب میں فنا ہونا چاہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ

تاجل رند اٹ دلبرنا
گھوری تینا مندرنا
گوئی کیک او دردرنا

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

اودے ساف بُندرنا[16]

ترجمہ۔ تاجر اپنے دلبر کے تعاقب میں ہے۔ اپنے محبوب پر قربان ہے۔ وہ در در بھٹکتا رہتا ہے اُسے اپنے آشیانے کا کچھ ہوش نہیں۔

تاجل کا کام معرفت اور روحانی اخلاص اور اہل بیت سے عقیدت پر مبنی ہے۔ اس کے کلام میں صوفیانہ طرز فکر اور وحدت الوجود کی جھلک نمایاں ہے۔ جس میں انسان کی روحانی ترقی اور قرب الٰہی پر زور دیا گیا ہے۔ تاجل عشق کو ایک دریا سے تشبیہ دیتا ہے جو صوفیانہ روایت میں عام استعارہ ہے۔ عشق کا دریا یعنی اللہ کی محبت میں ڈوب جانا وہ راستہ ہے جو انسان کو معرفت اور حقیقت تک لے جاتا ہے۔ تاجل عشق حقیقی کو ایک طاقتور ذریعہ قرار دیتا ہے جس کے ذریعے انسان کائناتی رازوں تک رسائی حاصل کر سکتا ہے، کائنات کے بنیادی حقائق اور اللہ کی تخلیقی حکمت کو سمجھنے لگتا ہے۔ یہ ایک گہرا صوفیانہ تصور ہے۔ جو وحدت الوجود کے فلسفے سے جُڑا ہوا ہے۔ تاجل کہتا ہے کہ

عشق نا کُنب ئٹی تار خلوکا
کُن فیکون نا راز ملانے
تاجل واری پنجتن نا
گہس او کتو پین نا گمان ئے[17]

ترجمہ۔ عشق کے دریا میں ڈوبنے والا کُن فیکون کا راز پالیتا ہے، تاجل صدقے پنجتن کے جن کے علاوہ کبھی کسی اور کا گمان دل میں نہیں لایا۔

تاجل کا کلام عشق اور مرشد کے تعلق، روحانی جستجو، اور فنا کے فلسفے پر مبنی ہے۔ اس کی شاعری عشق کی بے قراری، مرشد کی روحانی بصیرت، اور خود سپردگی کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔ وہ مرشد کو ایسی ہستی قرار دیتا ہے جو دل کے رازوں سے واقف ہوتی ہے اور مرید کی رہنمائی کرتی ہے۔ یہ عقیدہ کئی صوفی شعراء کے ہاں ملتا ہے۔ تاجل کی نظر میں عشق کا سفر آسان نہیں، بلکہ ایک مسلسل بھٹکنے، کھونے، اور تلاش کرنے کا نام ہے۔ وہ عشق کو ایک بے چین اور آوارہ کیفیت کے طور پر پیش کرتا ہے، جو مسلسل کسی حقیقت کی تلاش میں رہتی ہے۔ تاجل مکمل سپردگی اور فنا کی کیفیت کو عشق کی معراج کے طور پر پیش کرتا ہے۔

صوفیانہ افکار میں اکثر عشق کو دنیاوی رونقوں سے دور، خاموشی اور تنہائی میں تلاش کرنے کا تصور ملتا ہے۔ ویرانے، جنگل، اور سنسان جگہیں اس باطنی تلاش کی علامت ہوتی ہیں، جہاں انسان دنیاوی فریب سے ہٹ کر سچائی کو دیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی تصور تاجل کی شاعری میں بھی ملتا ہے۔

خیرات تینا مرشدنا
چائک اُست ئنا بولی ئے
ایلو فتے اوروں ایتک
عشق تو تینٹ رولی اے
پٹہ نی اودے پٹاتے ٹ
تاجل یار کن گھولی اے[18]

ترجمہ۔ صدقے اپنے مرشد کے جو دل کی بولی سمجھتا ہے، دوسروں کو گھماتا ہے اور عشق خود بھی بھٹکتا رہتا ہے، اسے ویرانوں میں ڈھونڈو، تاجل اپنے یار پر قربان ہے۔

تاجل عشق کے جوہر اور اس کی عالمگیریت کو بیان کرتا ہے۔ وہ عشق کو نہ صرف ایک جذباتی یا روحانی تجربہ قرار دیتا ہے بلکہ اسے ایک عالمگیر حقیقت کے طور پر پیش کرتا ہے جو ہر ذی روح کے اندر موجود ہے۔ اُس کی شاعری میں عشق کے لازوال ہونے اور دنیا کی ناپائیداری کا دلکش اظہار ملتا ہے۔ سچل سرمست و دیگر صوفی شعراء کی طرح تاجل بھی عشق کو دنیاوی عاشقوں سے تشبیہ دیتے ہیں مگر یہ سب صوفیانہ ادب میں عشق حقیقی کی نمائندگی کرتے ہیں۔ صوفیاء کے نزدیک دنیاوی عشق، حقیقت میں خدا کی محبت کا عکس ہوتا ہے۔

تاجل دنیا کو فانی اور دھوکے کا گھر سمجھتا ہے وہ سادہ مگر گہرے استعاروں کے ذریعے یہ واضح کرتا ہے کہ دنیاوی زندگی محض ایک میلہ ہے جو ختم ہو جائے گا، جبکہ

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

عشق کی حقیقت ہمیشہ باقی رہے گی۔ وہ عشق کو حقیقتِ مطلق کے طور پر پیش کرتا ہے، جو صوفیانہ تعلیمات کا بنیادی جوہر ہے۔

عشق ارے مجنا عشق ارے لیلا
کُوڑی ارے داچار دے نامیلا
عشق نامیدان ٹی لگانے میلا
خلقت کل چُح اے عاشق نا سیل آ[19]

ترجمہ۔ عشق ہے مجنوں، عشق ہے لیلا، یہ دنیا ہے چار دن کا میلا، عشق کے میدان میں میلا لگا ہے، تمام دنیا عاشق کے دیدار کے لیے جمع ہے۔

تاجل کے کلام میں سخاوت و عاجزی کی تلقین اور حرص و طمع سے پرہیز کا درس ملتا ہے۔ وہ روحانی اور اخلاقی اصولوں کو انتہائی سادہ مگر گہرے انداز میں بیان کرتا ہے، اور خاص طور پر ریاکاری، لالچ، اور تکبر کی مذمت کرتا ہے۔ تاجل کا کلام ریاکاری، طمع، تکبر، اور عشق کے حقیقی مفہوم پر روشنی ڈالتا ہے۔ تاجل کہتا ہے کہ نیکی اور سخاوت کا کام خاموشی سے کرو، دوسروں کے مال پر نظر نہ رکھو اور عاجزی اختیار کرو۔ وہ دنیاوی خواہشات سے دور رہنے، عاجزی اپنانے، اور حقیقی عشق کی مشکلات کا سامنا کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ یہ رجحان شاہ عبداللطیف بھٹائی، بھلے شاہ اور خواجہ غلام فرید کی شاعری میں بھی نمایاں ہے۔ تاجل کا کلام زندگی کے اہم اصول مختصر، سادہ مگر بامعنی الفاظ میں مضبوط اور مؤثر پیغام فراہم کرتا ہے۔ جیسے وہ کہتا ہے کہ

کیسہ سخانی چرچاکپہ
تینے ہر جا غوغاکپہ
چائوکا تو تینٹ چائک
تینے نی ڈھنڈوراکپہ
شہد افس داز ہر و خرینو
پین ناہست آ طمع کپہ
تاجل پائک شیف تور تینے
تینے آن تینے بالاکپہ[20]

ترجمہ۔ اپنے سخاوت کا چرچا مت کرو، نیکی کر کے غوغا مت کرو، جاننے والا تو خود ہی جانتا ہے، خود یوں ڈھنڈورا مت کرو، مال و متاع شہد نہیں بلکہ تلخ زہر ہے دوسروں کے مال پر طمع مت کرو، تاجل کہتا ہے کہ اپنے حد میں رہو، اپنے قد سے خود کو بالاتر مت کرو۔

صوفیاء کے نزدیک مادی دولت و شان و شوکت بے وقعت ہوتے ہیں وہ اصل دولت قناعت، عشق و فقر کو سمجھتے ہیں اور زندگی بھر خدا کے دیدار کے اشتیاق میں رہتے ہیں۔ یہ نظریہ شاہ بھٹائی، سلطان باہو اور بلھے شاہ کی شاعری میں نمایاں نظر آتا ہے۔ تاجل کی شاعری بھی ایسی صوفیانہ طرزِ فکر کی عکاس ہے۔ وہ جابجا مادی دنیا کی خواہشات کو ترک کر کے عشق حقیقی میں فنا ہونے کے فلسفے کو بیان کرتا ہے۔ تاجل کی شاعری میں روحانی کیفیات بدرجہ اتم موجود ہیں اور صوفیانہ استعاروں کا بھرپور استعمال ملتا ہے۔ جیسا کہ اس کے اس کلام میں واضح ہے۔

کس بہونشے تینا امیری ٹی
نن خوش اُن تینا پخیری ٹی
ماڑی محل ننے درکاراف
تیر کرین عمرے زہیری ٹی

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

تینے تفینُن ٹُولوک اُن

یارنا گیسو اسیری ٹی[21]

ترجمہ۔ کوئی مست ہے اپنی امیری میں، ہم خوش ہیں اپنی فقیری میں، محل و عمارت ہمیں درکار نہیں، ہم نے اپنی عمر اشتیاق میں گزار دی، ہم خود کو باندھ کے بیٹھے ہیں، یار کے گیسوؤں کی اسیری میں۔

تصوف میں خود شناسی (Self-Realization) کو خدا شناسی (God-Realization) کی راہ قرار دیا گیا ہے۔ جب انسان اپنے دل سے سچا ہو جاتا ہے، تو وہ اللہ کی سچائی کو پہچاننے کے قابل ہو جاتا ہے۔ تاجل کا صوفیانہ کلام تزکیہ نفس، اخلاص، خود شناسی، اور دنیاوی حرص و ہوس سے نجات اور حقیقت کی پہچان جیسے گہرے روحانی پیغامات پر مشتمل ہے۔ وہ انسان کو سچائی، دل کی صفائی، روحانی پاکیزگی، اور مادی دنیا سے بے رغبتی کا درس دیتا ہے جو صوفیانہ روایت میں بنیادی تصورات ہیں، جن کا مقصد باطنی اصلاح اور خدا کی قربت حاصل کرنا ہے۔ تاجل کا یہ پیغام تصوف کے تقریباً تمام عظیم صوفیانہ مکاتب فکر میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور ایک مضبوط اخلاقی و روحانی پیغام رکھتا ہے۔

تاجل باطنی صفائی یعنی دل کی صفائی اور خدا کی محبت کا درس دیتا ہے یہ پیغام مولانا رومی، حضرت بایزید بسطامی، اور حضرت جنید بغدادی جیسے عظیم صوفیاء کرام کے نظریات سے ہم آہنگ ہے۔ حضرت علی ہجویری (داتا گنج بخش) کی تعلیمات ہے کہ انسان کو حقیقت کی آنکھ کھولنی چاہیے تاکہ وہ اصل مقصد کو پہچان سکے۔ تاجل بھی اپنی شاعری میں دنیا کو حقیقت کی آنکھ سے دیکھنے کا پیغام دیتا ہے وہ کہتا ہے کہ

سچو مرنی من توتینا

سدھو مرنی تن توتینا

دھن دلوت نانا چوڑ اودا ے

لگوک نن دے دھن توتینا

اُست ئنا میل ئے اُست آن کشہ

کُوڑی ئے ہُرنی خن توتینا[22]

ترجمہ۔ اپنے من کے ساتھ سچے ہو جاؤ، اپنے من کے ساتھ سیدھے رہو، دھن دولت کا پجاری تو وہ ہے، جو دن رات اپنے دھن کے ساتھ لگا رہتا ہے، دل سے اپنے دل کا میل نکال دو، دنیا کو حقیقت کی آنکھ سے دیکھو۔

تاجل کے کلام میں مختلف صوفیانہ تصورات ملتے ہیں۔ ان کا کلام روحانی بیداری، عبادات میں اخلاص، اور دین کی ظاہری اور باطنی حقیقت کے فرق کو نمایاں کرتا ہے۔ تاجل کا پیغام ہے کہ عبادات کا مقصد محض رسمی ادائیگی نہیں، بلکہ ان کے ذریعے اللہ کی حقیقی معرفت اور قربت حاصل کرنا ہے۔ اگر دل کی آنکھیں بند ہوں، تو انسان کے عبادات بے معنی ہو جاتے ہیں۔ تاجل نہ صرف عبادات کی گہرائی کو بیان کرتا ہے بلکہ رسمی اور بے روح عبادات پر گہری تنقید بھی کرتا ہے۔ شاعر نے مؤثر اور سادہ اسلوب میں یہ سبق دیتا ہے کہ دین محض ظاہری اعمال کا مجموعہ نہیں، بلکہ اس کے لیے دل کی پاکیزگی اور اللہ کی سچی معرفت ضروری ہے۔ تاجل کہتا ہے کہ

کاسہ حج آہچ خنپیسہ

اُست ئنا پڑدہ ئے مُرکپیسہ

کاسہ خنِسہ بیرہ اُرائے

خواجہ ئے اُرانانِی تپیسہ

حاجی حج آن خالی بس

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

بے بیدیر آن تالی بس[23]

ترجمہ۔ حج پہ جا کر بھی تمہیں کچھ نظر نہیں آتا کیونکہ تم دل کا پردہ ہٹاتے نہیں ہو۔ وہاں جا کر صرف تمہیں بیت نظر آتا ہے گھر کے مالک سے تو تم ناآشنا ہو۔ حاجی حج سے خالی ہاتھ لوٹا جیسے سالن کے بغیر تالی واپس آتا ہو۔

صوفیانہ فلسفے میں تقدیر (قسمت) کا ایک اہم مقام ہے۔ تاجل کہتا ہے کہ جب اللہ کی لکھی ہوئی تقدیر پوری ہوتی ہے، تو کوئی بھی اس میں مداخلت نہیں کر سکتا۔ یہ ایک کلاسیکی صوفیانہ سوچ ہے کہ دنیا میں ہر چیز پہلے سے طے شدہ ہے، اور انسان کو اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے صبر اور شکر کا راستہ اپنانا چاہیے۔ صوفیانہ تعلیمات میں خدا کی واحدانیت اور اس کی سبقت پر زور دیا جاتا ہے اور تاجل کی شاعری میں بھی یہی پیغام ملتا ہے۔ صوفیاء کرام مساوات پر زور دیتے ہیں ان کے نزدیک دنیاوی حیثیت کوئی معنی نہیں رکھتی، امیری اور غریبی، طاقت اور کمزوری، سب خدا کے سامنے بے معنی ہیں، کیونکہ اصل قدر تقویٰ اور نیکی کی ہے۔ تاجل کا کلام بھی برصغیر کے دیگر بڑے صوفیائے کرام کے اس نظریے سے مشابہ ہے جیسا کہ تاجل کہتے ہیں۔

ہر وخت پورو مس تقدیر
انت کیک اوڑے پیر وپخیر
رب نامون ئٹی کل او حقیر
چنکا، بھلا، غریب، امیر[24]

ترجمہ۔ جب تقدیر کا لکھا پورا ہوتا ہے تو پھر پیر و فقیر کچھ نہیں کر سکتے، چھوٹا، بڑا، امیر اور غریب رب کے سامنے سب ہی ایک ہیں۔

کلام تاجل مکمل صوفیانہ طرزِ فکر کا حامل ہے، جہاں دنیاوی ناہمواریوں کو شکایت کے بجائے الٰہی حکمت کے طور پر دیکھا گیا ہے۔ تاجل دنیا کی دوڑ، لالچ، اور ناہمواریوں کو حقیقت کے طور پر قبول کرنے اور ضبط نفس اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ ان کے کلام میں قناعت، شکر، اور دنیاوی مفاد پرستی سے اجتناب جیسے اہم صوفیانہ عناصر نمایاں ہیں، جو ان کے کلام کو ایک فکری اور روحانی گہرائی عطا کرتے ہیں۔ تاجل کہتا ہے کہ

کس خرمہرے کس مہر کرے
کس موتّما کس خیر کرے
کس بھنگ بہوشے کاج اتون
کس ڈوڈی تون وخت تیر کرے
رنگاک او کل رنگی نادا
کس لنگڑ تو کس سیر کرے
واہ مالک نادا کھیلاتا
زر لغورے شیر کرے
کڑسان آن کل خڑک ہِنار
تاجل تینے پذیر کرے[25]

ترجمہ۔ کوئی بے مہر تو کوئی پُر مہر ہے، کوئی آگے بڑھ جاتا ہے کوئی پیچھے رہ جاتا ہے، کوئی بھنگ و خرافات میں مدہوش ہے، کوئی خشک روٹی کھا کر گزارا کرتا ہے، یہ سب رنگ اس رنگ دینے والے کے ہیں، واہ مالک تیرے کھیلوں کا، دولت بزدل کو بھی شیر بنا دیتا ہے، کھانے کی تالی کے تو سب نزدیک چلے گئے، مگر تاجل نے خود کو پیچھے روک لیا۔

معروف صوفی منصور حلاج کا قول **"انا الحق"** (میں حق ہوں) جسے صوفیانہ فلسفے میں وحدت الوجود کے نظریے کی علامت سمجھا جاتا ہے اور صوفیانہ فنافی اللہ کا سب

سے مشہور استعارہ ہے۔ یہ تصور اس بات پر مبنی ہے کہ بندہ اللہ میں اس قدر فنا ہو جاتا ہے کہ خود کو خدا کی تجلی کا مظہر سمجھنے لگتا ہے۔ تاجل کی شاعری میں بھی نظریہ "انا الحق" کا اشارہ ملتا ہے۔ تاجل کا کلام ہمیں صوفیانہ فلسفے کی بنیادی تعلیمات کی طرف لے جاتا ہے۔

"انا الحق" ای پاریٹ مست تونی کریس

واداسا سولی آہم کنے دریس[26]

ترجمہ۔میں نے انا الحق کہا مگر شراب معرفت پلا کہ مدہوش تُونے کیا اور اب تو مجھے سول پر بھی تم نے چڑھادیا۔

محاصل

تاجل بلوچستان کے نہ صرف براہوئی بلکہ عظیم ہفت زبان شاعر ہے۔ اس مقالے میں تاجل کے براہوئی کلام میں سے مشت از خروار کے مصداق کچھ اشعار کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ جبکہ ان کا نہ صرف براہوئی بلکہ دیگر زبانوں جیسے بلوچی، سندھی، سرائیکی، فارسی اور اردو مین مکمل کلام صوفیانہ تصورات سے بھرپور ہیں۔ تاجل فقیر ایک سالک، مجذوب، مست اور اسرارِ الٰہی کا عارف تھے۔ ان کی زبان پر ہمیشہ "لا الہ الا اللہ" کا ورد رہتا تھا، اور وہ "اللہ ربی جل جلالہ، ہو ہو ہو" کے ذکر میں محو رہتے تھے۔ وہ بیخودی کے عالم میں عشقِ حقیقی میں غرق رہتے تھے، یہی وجہ ہے کہ تصوف ان کی شاعری کا بنیادی موضوع رہا۔ تاجل فقیر کی شاعری برصغیر کے دیگر صوفیاء جیسے مولانا رومی، بلھے شاہ، شاہ لطیف بھٹائی، سچل سرمست، سلطان باہو، وارث شاہ، اور میاں محمد بخش کے صوفیانہ نظریات سے گہری مماثلت رکھتی ہے۔ ان کی شاعری عشقِ حقیقی، وحدت الوجود، مذہبی جبر کے خلاف احتجاج، دنیا کی ناپائیداری، صبر وقناعت اور عشق وفقر کے فلسفے کا حسین امتزاج ہے۔ البتہ، انفرادیت کے لحاظ سے تاجل فقیر کی شاعری میں براہوئی زبان وثقافت کی جھلک نمایاں ہے۔ ان کا اسلوب زیادہ سادہ، عام فہم اور مقامی روایت سے جڑا ہوا ہے، تاہم، فکری لحاظ سے وہ برصغیر کے بڑے صوفی شعرا کی روایت کا ایک اہم تسلسل ہیں۔

تاجل محمد تاجل کے صوفیانہ اشعار عشقِ حقیقی، معرفتِ الٰہی، دنیا کی بے ثباتی، فقر، اور مساوات کے اصولوں پر مبنی ہیں۔ ان کے کلام میں انسان کو اپنے روحانی سفر کی طرف متوجہ کرنے کا پیغام ہے۔ ان کی صوفیانہ شاعری براہوئی زبان کی گہری روحانی روایت کا حصہ ہے جو خدا کی محبت، انسانیت، اور باطنی سچائیوں کی تلاش سے جڑی ہوئی ہے۔ تاج محمد "تاجل" براہوئی صوفی شاعری کے نمایاں شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کی شاعری نہ صرف روحانی جذبات کی ترجمانی کرتی ہے بلکہ ان میں وحدت الوجود، عشقِ حقیقی، اور انسانی مساوات کے تصورات بھی نمایاں نظر آتے ہیں۔

تاج محمد "تاجل" کی صوفیانہ شاعری براہوئی ادبی ورثے کا ایک قیمتی سرمایہ ہے۔ ان کے کلام کی مزید تحقیق اور تدوین کی ضرورت ہے۔ ان کے کلام کی کو ملک کی دیگر زبانوں میں ترجمہ کرنے کی بھی اشد ضرورت ہے تاکہ لوگ ان کے صوفیانہ افکار سے آشنا ہو سکیں اور براہوئی زبان کے اس صوفی شاعر کے پیغام کو مزید عام کیا جاسکے۔

کتابیات

1۔ صابر، عبد الرزاق، "کلام تاجل"، کوئٹہ: براہوئی ادبی سوسائٹی، 1988ء، ص، 14

2۔ براہوئی، پروفیسر سوسن، 'تاج محمد تاجل کی صوفیانہ شاعری' (مقالہ) کتاب، "پاکستانی زبانوں کے صوفی شعراء" مرتب: ڈاکٹر انعام الحق جاوید، اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 2008، ص، 252

3۔ براہوئی، نذیر شاکر، (مقدمہ)، "کلام تاجل فقیر (سندھی وسرائیکی)"، تحقیق ومرتب، ڈاکٹر عبد الرزاق صابر، کوئٹہ: براہوئی ادبی سوسائٹی، 2023، ص، 16

4۔ صابر، پروفیسر ڈاکٹر عبد الرزاق، "کلام پکیر تاجل (بلوچی)"، بھاگ ناڑی: بلوچی ادبی سنگت بلوچستان، ص، 46 تا 48

5۔ صابر، پروفیسر ڈاکٹر عبد الرزاق، "تاجلیات"، کوئٹہ: بلوچستان ہیریٹیج فورم، ص، 15

6۔ براہوئی، پروفیسر سوسن، 'تاج محمد تاجل کی صوفیانہ شاعری' (مقالہ) کتاب، "پاکستانی زبانوں کے صوفی شعراء" مرتب: ڈاکٹر انعام الحق جاوید، اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 2008ء، ص، 257

7۔ صابر، عبد الرزاق، "کلیات تاجل (کامل براہوئی)"، کوئٹہ: براہوئی ادبی سوسائٹی، 1988، ص، 61-62

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www.al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN:3006-6921

8۔ براہوئی، ڈاکٹر عبدالرحمان، "تاج محمد تاجل"، اسلام آباد: لوک ورثے کا قومی ادارہ، 1979، ص48
9۔ صابر، عبدالرزاق، "کلیات تاجل (کامل براہوئی)"، کوئٹہ: براہوئی ادبی سوسائٹی، 1988ء، ص72-73
10۔ ایضاً، ص75-76
11۔ ایضاً، ص78
12۔ ایضاً، ص41-42
13۔ ایضاً، ص80
14۔ ایضاً، ص82-83
15۔ ایضاً، ص126
16۔ ایضاً، ص123
17۔ ایضاً، ص121
18۔ ایضاً، ص105
19۔ ایضاً، ص126
20۔ ایضاً، ص107-108
21۔ ایضاً، ص131
22۔ ایضاً، ص125
23۔ ایضاً، ص116
24۔ ایضاً، ص114
25۔ ایضاً، ص59-60
26۔ براہوئی، پروفیسر سوسن، 'تاج محمد تاجل کی صوفیانہ شاعری' (مقالہ) کتاب، "پاکستانی زبانوں کے صوفی شعراء" مرتب: ڈاکٹر انعام الحق جاوید، اسلام آباد، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 2008ء، ص، 261